Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | اتوار ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ، ۴ نبوت ۱۳۶۹ ہش، ۴ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۹۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ــ احباب کرام کو اطلاع دی جا چکی ہے کہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اعجازی رنگ میں بہتر ہو رہی ہے۔

جملہ احباب اپنی خاص دعاؤں میں حضرت سیدہ ممدوحہ کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے جلد اور کامل شفا عطا کرے۔ اور صحت و تندرستی والی طویل عمر سے نوازے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے۔ اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیل خانوں میں جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شرارت کے سبب پابزنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیئے۔ اسکی خاطرداری کرنی چاہیئے۔ اسکی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا ضروری ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۹۰)

"شیطان انسان کا پورا دشمن ہے۔ قرآن شریف میں اس کا نام عدو رکھا گیا ہے۔ اس نے اول تمہارے باپ کو نکالا۔ پھر وہ اس پر خوش نہیں۔ اب اس کا یہ ارادہ ہے کہ تم سب کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہ دوسرا حملہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ ابتداء سے بدی کرتا چلا آیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر غالب آوے لیکن جب تک کہ تم ہر بات میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو گے وہ ہرگز تم پر غالب نہ آسکے گا۔ جب انسان خدا کی راہ میں دکھ اٹھاتا ہے اور شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا۔ تب اس کو ایک نور ملتا ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۹۱)

اعلان برائے لجنات

○ مورخہ ۵، ۶، ۷ دسمبر ۱۹۹۰ء کو لجنہ اماء اللہ پاکستان کے بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کے مقابلے ہوں گے۔ ناصرات کے ٹورنامنٹ لجنہ کی اتھلیٹکس کے ساتھ فروری میں ہوں گے۔ براہ مہربانی آپ کھلاڑی لڑکیوں کے نام نومبر کے آخری ہفتے تک بھجوا دیں۔ اور تمام لڑکیاں ۴ دسمبر کو پہنچ جائیں۔

(سیکرٹری صحت لجنہ اماء اللہ پاکستان)

روحانی خزائن کا مطالعہ

ہم میں سے ہر ناصر کو اپنے علم و فضل میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے۔ ایک ایمان لانے والے کی شان یہی ہے کہ اس کے دو دن ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اس کا ہر نیا دن گزرے ہوئے دن کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ بلند شان کا حامل ہونا چاہیئے اس کے لئے مطالعہ قرآن کریم۔ احادیث مبارکہ لازمی ہے اور روحانی خزائن کی مقررہ کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ ناگزیر ہے ہر ناصر کے سرہانے کے پاس مقررہ کتاب روزانہ مطالعہ کے لئے موجود رہنی چاہیئے

ہر ناصر کی صبح کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ سے ہونا چاہیئے اور دن بھر کی بھاگ دوڑ کے بعد رات کو سونے سے قبل آدھ پون گھنٹہ روحانی خزائن کی مقرر کردہ کتاب کا مطالعہ ہر ناصر کی روزانہ زندگی کا معمول ہونا چاہیئے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

اپنے زائد اموال مخلوقِ خدا کی بہبودی کیلئے خرچ کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"اگر تمہیں اس اصول کی رُو سے تفصیل طے کرنے میں مشکل نظر آئے یعنی یہ مشکل کہ کسی کی تنخواہ کم اور کسی کی زیادہ ہو تو پھر مجموعی نفع میں حِصّہ دار بناؤ یعنی مزدوروں کی مقررہ تنخواہ یا اجرت کے علاوہ ان کو حسنِ کارکردگی کے مطابق مجموعی نفع میں بھی شریک کرو اور یہ تو کام کرنے والے کی اجرت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کے جلوے کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسے کارخانے دار جو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی پیروی کرنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سب اقتصادی احکام کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تم ان کی عزت و احترام کرو اور انہیں مزید کارخانے لگانے کی اجازت دو کیونکہ وہ اپنے اور اپنے خاندان اور دوسرے لواحقین کے حقوق کی کما حقہ ادائیگی کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کو بھی پورا کرتے ہیں۔ اور ان ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہو جانے کی صورت میں ان کے پاس جو زائد اموال بچ جاتے ہیں ان اموال کو بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس کی مخلوق کی بہتری اور بہبودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے زائد اموال تو اس لئے عطا فرمائے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے مطابق جائز طریق پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث بنیں لیکن انہوں نے عقل سے کام نہ لیا۔ غفلت کے پردوں میں پڑے رہے اور اپنے زائد اموال کو ان راہوں پر خرچ کیا جن راہوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

فرمایا

"جب تک یہ دنیا قائم ہے منصوبے تو بنتے رہیں گے جب بھی نیا منصوبہ بنے گا نئے کارخانے لگانے کی ضرورت پڑے گی ایسے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے پاس بڑا سرمایہ ہے ہمیں مزید کارخانے کھولنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے وقت ان سے کہہ دیا جائے کہ تمہارے پاس جو سرمایہ ہے وہ ظلم کے نتیجہ میں جمع ہوا ہے اس کی تو تمہیں سزا ملنی چاہیئے نہ کہ انعام۔ انہیں نئے کارخانے لگانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے البتہ ان لوگوں کو اجازت ملنی چاہیئے جنہوں نے اس سے قبل اپنے زائد اموال کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق خرچ کیا ہو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۴ ۔ نبوت ۱۳۶۹ ہش ۴ ۔ نومبر ۱۹۹۰ء

ذہنی آزادی

کوئی کام سرانجام دینے کے لئے حوصلہ و ہمت کی بھی ضرورت ہے بلکہ بہت ضرورت ہے لیکن یہ حوصلہ و ہمت آتے ذہنی آزادی سے ہیں ۔ اگر ذہن آزاد نہ ہو تو دل بجھ جاتا ہے ۔ اور دل بجھ جائے تو حوصلہ و ہمت ساتھ چھوڑ جاتے ہیں ۔ جب تک انسان یہ نہ سمجھے کہ یہ کام میرے کرنے کا ہے اور مجھے ضرور کرنا ہے وہ اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہی نہیں ۔ اور ایسی بد دلی سے کام کرتا ہے کہ وہ کام ادھورا ہی رہ جاتا ہے ۔ اس کے بالمقابل جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کام کا نتیجہ میرا حق ہے اور میں نے سر توڑ کوشش کر کے اسے حاصل کرنا ہے تو حوصلہ و ہمت چھلانگیں لگانے لگتے ہیں اور اسے آگے سے آگے لے جانے میں ہر لمحہ ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں ۔ برصغیر میں جب تک لوگوں کی اکثریت یہ سمجھتی رہی کہ جیسی کیسی بھی حکومت ہے ٹھیک ہے ہم آرام سے زندگی گزار رہے ہیں اس وقت تک آزادی کی تحریک میں جان پیدا نہ ہو سکی لیکن جونہی لوگوں نے ذہنوں کو آزاد کیا اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ آزادی ان کا حق ہے اور وہ آزادی لے کر رہیں گے برصغیر کے حالات بدل گئے اور آزادی نے ان کے قدم چومنے شروع کر دیئے ۔

ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے آزاد ذہنوں کی مالک ہے ۔ ہم اپنے ماضی کو بھی جانتے ہیں ۔ اپنے حال کو بھی اور اپنے مستقبل سے بھی خوب آگاہ ہیں بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ ہم اپنے مستقبل کو اپنے حال سے بھی زیادہ جانتے ہیں ۔ خدا کی بتلائی ہوئی باتوں میں کیا رخنہ پڑ سکتا ہے ۔ انہیں ٹالنے کی کس کو ہمت ہو سکتی ہے ۔ ہمیں ان باتوں کا اتنا ہی یقین ہے جتنا کہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ خدا موجود ہے ۔ اور وہ قدرتوں والا ہے ۔ یہی یقین ہمیں ذہنی آزادی عطا کرتا ہے ۔ ہمیں آگے بڑھنا ہے ۔ اور بڑھتے چلے جانا ہے ۔ ہمارے قدم کوئی روک نہیں سکتا ۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود ہمیں کوئی ٹوک نہیں سکتا ۔

یہی ہماری ذہنی آزادی ہے اور یہی ہمارے حوصلہ و ہمت کی بنیاد ہے اور درحقیقت اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر پختہ ایمان ہے ۔

ہے یہی میری دعاؤں کا صلہ
آبِ زر ، پانی بنا ہے آنکھ کا
دل گواہی دے رہا ہے حسن کی
بن گیا ہے عشق عالی مرتبہ

ابوالاقبال

میں چراغِ راہ بن کر راستے میں رہ گیا
بے خودی ہی میں پیامِ شوقِ منزل کہہ گیا

مندمل ہونے نہ دیتا تھا کبھی زخموں کو میں
آپ کی چارہ گری کی رَو میں سب کچھ بہ گیا

ان سے میری التجا حرفِ دعا بن کر رہی
جو جواب آیا دعا کا میں خوشی سے سہ گیا

میرے پیچھے لوگ ، آئے کارواں در کارواں
میں نے مُڑ کے دیکھنا چاہا تو پیچھے رہ گیا

میں نے جو کہنا تھا اس سے میں نہ کہہ پایا مگر
اُس نے جو کہنا نہ تھا مجھ سے وہ سب کچھ کہہ گیا

عمر بھر میں تو رہا ہر اک اُجالے کا نقیب
اور میرا غیر اُجالے کو بھی ظلمت کہہ گیا

پھول سے دامن بچا کر خار سے اُلجھا ہوں میں
اس طرح میری خرد کا کچھ بھرم تو رہ گیا

میں نے اظہارِ ندامت سے کیا ہے کب گریز
میں تو اکثر اس سے بڑھ کر بوجھ دل پر سہ گیا

گردشِ چرخِ کہن رہتی تھی میری ہمسفر
میں زمینی راستوں میں کیوں اُلجھ کر رہ گیا

یوں تو تھی میری شناسائی مسرت سے نسیمؔ
موجِ غم آئی تو میں اس موج ہی میں بہ گیا

نسیم سیفی

"اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو۔ مگر نماز کو ترک مت کرو۔"

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

سیرۃ حضرت اُمّ طاہر صاحبہ

مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کی مرتبہ یہ کتاب تیسری دفعہ شائع ہو کر احباب کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا اور اب اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا ہے اس ایڈیشن کے متعلق مؤلف کا کہنا ہے کہ ”بعض تالیفات کی تکمیل مدِنظر ہے۔ ان میں سے ایک سیرۃ حضرت سیدہ امّ طاہر صاحبہ کا تیسری بار شائع کرنا ہے اور اس کا کام شروع ہے۔ جس کی تلخیص کرنے کی تجویز میرے چھوٹے بھائی ملک برکت اللہ صاحب ایڈووکیٹ ساہیوال نے کی اور ہم دونوں نے اس کی قدرے تلخیص کی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سر پر آرائے امامت ہونے سے پہلے خاکسار کے اپنے ارادہ کا اظہار کرنے پر آٹھ نو سال تک آپ کی طرف سے متعدد افراد کے تاثرات خاکسار کو پہنچتے رہے۔ خاکسار کی تحریک پر حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا کے بیش قیمت تاثرات بھی آپ نے بھجوائے۔ خاکسار نے بھی متعدد احباب اور خواتین سے تاثرات حاصل کئے۔

بابا اندر جی کے بیان کردہ ایمان افروز حالات بھی شامل کتاب ہذا کئے گئے ہیں۔ جو پہلے نظر انداز ہو گئے تھے۔ ان نئے تاثرات سے اور الفضل وغیرہ سے اضافہ جات اس ”بہشتی ٹبر“ کے خدوخال اجاگر کرنے کا باعث بنے ہیں۔

اس کتاب کی طبع اوّل کے لئے محترم ملک صلاح الدین صاحب نے جو عرض حال لکھا وہ بھی سیرت پر خاصی روشنی ڈالتا ہے۔ آپ نے لکھا۔

”محترمہ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ بجا طور پر وہ موعودہ خواتین مبارکہ میں شامل ہونے کے لائق تھیں۔ دوئم آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ آپ اس امر میں منفرد تھیں کہ دو اڑھائی سال کی عمر میں حضرت اقدس (اللہ تعالیٰ کی سلامتی آپ پر نازل ہوتی رہے) کی نظر انتخاب آپ پر پڑی۔ سوئم آپ کا خاندان جسے حضرت اقدس نے بہشتی ٹبر کہا ہے۔ اس امر میں بھی منفرد ہے کہ اس کی دو خواتین حضور کی بہو بنیں۔

سیدہ امّ طاہر صاحبہ انتہائی جذبہ خدمت مساکین وغرباء رکھتی تھیں (ـــ) احمدیت اور حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) (امامت) سے انہیں بہت محبت تھی۔

میں آپ کے سوانح اس خاطر شائع کر رہا ہوں تاکہ ہم بھی آپ کے اُسوہ سے متاثر ہوں اور اسے مشعل راہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے (اے خدا تو ایسا ہی کر)۔

اس تذکرہ سے کسی حرم کا دوسرے حرم سے تقابل مقصود نہیں۔ تمام نہایت محترم ہیں اور خواتین مبارکہ میں شامل ہیں اور درجات کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے اور ان پر اور ان کی اولاد پر رحمتوں اور فضلوں کی بارش برسائے (اے خدا تو ایسا ہی کر) دیگر حرم ہائے (جو وفات پا چکی ہیں) کے سوانح شائع کرنا مدِنظر ہے۔ احباب ان کے متعلق اپنے تاثرات بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے متعلق تحریر فرمایا ”ملک صلاح الدین صاحب مرتب سلسلہ (رفقائے) جو قابل قدر کام کر رہے ہیں یہ ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ جس سے احمدیت کے آئندہ مؤرخین (استفاضہ) کریں گے اور یہ وہ خدمت ہے جس کے لئے ہمیشہ ان کا نام تاریخ میں سنہری الفاظ میں لکھا جانے کے قابل ہو گا اور اجرِ عظیم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملے گا (اللہ نے چاہا تو) مولا کریم ان کی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے (اے خدا تو ایسا ہی کر)۔

یہ ایک نیا تربیتی سلسلہ ہے۔ جو وہ غالباً شروع کر رہے ہیں۔ کیونکہ سیدہ ام طاہر (وفات یافتہ) ( ) کی فہرست میں تو آ نہیں سکتیں مگر ان کو یہ شرف ضرور حاصل ہے کہ وہ ان لڑکیوں میں سے ہیں۔ جن کو (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اپنی حیات میں خود اپنے فرزند کے لئے چنا وہ اس وقت ایک شیر خوار بچی تھیں۔ جب مبارک احمد سے ان کا نکاح کیا گیا۔ اور یہ اسی مبارک بندھن کو قائم رکھنے کے خیال سے حضرت امام جماعت ثانی نے ان کو اپنی زوجیت میں لیا (اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے) کہ نتیجتاً بھی یہ شادی مبارک ہی ثابت ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور دینی و دنیوی تمام حسنات عطا فرمائے۔

خیر وہ تو جو خدا تعالیٰ کا منشا تھا پورا ہوا مگر مریم بیگم (وفات یافتہ) ہمارے ہی گھر بہو بن کر آئیں اور بیٹی بن کر رہیں حضور اماں جان کی بہت تابعدار، چاہنے والی، جان نثار، خدمت گذار اور ہم سب بھائی بہنوں سے بلا مبالغہ عاشقانہ محبت رکھنے والی۔ اپنے شوہر نامدار (حضرت فضل عمر) کی دل وجان سے شیدا۔ ہنس مکھ۔ گھر کی رونق۔ سب عزیزوں سے اپنی سب اولاد سے دلی تعلق یعنی جو دوسری بیویوں کے بطن سے اولاد تھی ان کی بھی بہی خواہ۔ اور دل سے محبت کرنے والی رہیں۔ عزیزی ناصر احمد عزیزہ ناصرہ بیگم وغیرہ سب ان کی محبت و پیار اور خلوص کے شاہد۔ خدا کے فضل و کرم سے سلامت ہیں۔

کہا کرتی تھیں کہ میں صرف اپنے میاں کی حیثیت سے ہوں۔ یعنی حضرت امام جماعت ثانی سے اور آپ سب سے اور بچوں سے اتنی محبت نہیں کرتی تو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اولاد جان کر کرتی ہوں اور سب کے لئے جان فدا کرنے کو حاضر ہوں ان کی والدہ محترمہ بہت نیک اور مخلص خاتون ہیں۔ یہ اخلاص و ایمان انہوں نے (یعنی سیدہ ام طاہر صاحبہ نے) ماں کے دودھ ہی سے حاصل کیا اور ان کے خون میں تھا۔

کئی بار تڑپ سے میرے پاس یہ خواہش ظاہر کی کہ میری بچیوں کی شادی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اولاد میں ہو یا پھر حضرت اماں جان کے بھائیوں کے لڑکوں سے ہو۔ رشتے سب ان کی وفات کے بعد طے ہوئے مگر ایک حصہ تمنا تو پوری ہو گئی کہ چھوٹے ماموں جان کے صاحبزادے سیّد داؤد احمد صاحب سے ان کی بچی عزیزہ امۃ الباسط سلمہا کی شادی ہو گئی۔ خدا تعالیٰ سب کو شاد و آباد رکھے (اے خدا تو ایسا ہی کر)۔ مبارکہ۔“

محترم ملک صلاح الدین صاحب نے حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بیت القرار ربوہ سے بھی حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کے ذریعے حضرت سیدہ امّ طاہر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروایا۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ صاحبہ نے جو مضمون اس سلسلے میں لکھ کر دیا وہ درج ذیل ہے۔

”دوستی جس سے کی نبھا کر دکھا دیا۔ صدقہ خیرات کھلے ہاتھ سے دیا۔ اللہ جانے اتنی برکت کیسے تھی؟ خرچ اس زمانے میں محدود ہی ملتا تھا۔ مگر اس اللہ کی بندی نے چشمہ جاریہ لگا رکھا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک پٹھانی گلابی نام کی ہوا کرتی تھی۔ بعض اوقات گلابی (وفات یافتہ) روپیہ کا مطالبہ کرتی اور اتفاق سے اس وقت نہ ہوتا۔ مریم کہتیں گلابی اس وقت میرے پاس کچھ نہیں تو گلابی چمٹ جاتی۔ جیسے شوٹی کشتی لڑتا ہو اور کہتی لاڈ دو چابی۔ مجھے پکڑاؤ میں تو د نکال لوں گی۔ اس کا دروازہ اللہ تعالیٰ کے دروازے کی طرح ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اس کا وسیع دسترخوان امیر وغریب۔ ادنیٰ و اعلیٰ سب کو دعوت دیتا۔ محبت کا مادہ حد سے زیادہ تھا۔ بعض وقت میں الجھ پڑتی تھی کہ اتنی محبت ہر ایک سے نہیں ہو سکتی۔ تم بناوٹ سے کہتی ہو۔ جواب تھا میرے سینے میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر پنہاں ہے۔

اپنے شوہر (حضرت فضل عمر) سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ اس بنا پر دوسری بیویوں سے جہاں بہنوں کی طرح محبت تھی وہاں کبھی اپنے عالی مقام شوہر کا جھکاؤ دیکھ کر رقابت کے مارے دھاڑوں رویا بھی کرتی تھیں کسی بیوی کی بیماری میں آپ کی زیادہ توجہ دیکھی تو فوراً ہم سے پوچھتیں کیا معلوم میرے لئے یہ جذبہ پیدا ہو گا یا نہیں۔

سارہ بیگم (وفات یافتہ) کی وفات پر بہت روئیں۔ ان کی موت کے صدمے کے ساتھ اپنے میاں کے صدمے کا احساس اور ”میری سارہ“ والا مضمون بھی ناقابل برداشت دکھ کا موجب تھا۔ ہم لوگ بھی اپنی پیاری مریم کو چھیڑ چھیڑ کر رلاتے تھے۔ جب بھائی صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے) سے خفا ہوتیں تو اور بھی بڑھ چڑھ کر ان سے اظہار محبت کرتیں اور کہتیں اب اپنے پیارے امام کی محبت ہے۔ اس دنیاوی رشتے کی نہیں۔

غرض میں نے ایسا عشق کم ہی دیکھا ہے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے دنیا سے لگاؤ بالکل نہ رہا تھا۔ خاموشی۔ اُداسی نہ ہنسی نہ مذاق۔ نہ خاص اظہار محبت۔ بالکل خاموشی۔ ایک دن میں خفا ہو گئی۔ اور کہا کہ مریم تم بدل گئی ہو وہ پہلا پیار محبت کہاں گیا۔ کہنے لگیں سب اسی طرح ہے

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو

حافظ محمد صدیق

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ

محترمہ لیڈی ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ محترمہ موصوفہ نے ابتدائی تعلیم سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی سے حاصل کی۔ میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ پھر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور سے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا امتحان پاس کیا۔

آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبا عرصہ تک فضل عمر ہسپتال میں بطور لیڈی ڈاکٹر خدمت سرانجام دینے کا موقعہ ملا ہے آجکل آپ نے اپنے گھر میں ایک کلینک کھول رکھا ہے جہاں اب بھی آپ کو انسانیت کی خدمت کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر صاحبہ سے درج ذیل سوال و جواب کئے گئے۔

سوال: کیا ڈاکٹر بننے کا شوق بچپن سے ہی تھا؟

جواب: بچپن میں ہمارے ایک ہندو فیملی ڈاکٹر گوپال داس بیلہ را [illegible] جو کہ بڑے شفیق ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ بے بی تم بھی ڈاکٹر بننا۔ اس بات سے مجھے ڈاکٹر بننے کا شوق پیدا ہوا۔ اس وقت ہمارے حالات اچھے نہیں تھے۔ بہن بھائی زیادہ تھے اور آمدن قلیل تھی۔ گو ابا جان سپرنٹنڈنٹ ہو کر ریٹائر ہوئے مگر حالات کی ناسازگاری کا یہ عالم تھا کہ میڈیکل کالج میں دوران تعلیم پانچ سال کے عرصہ میں ایک کتاب بھی خرید کر نہیں پڑھی۔ نصاب کی کتب لائبریری سے لے لیتی تھی یا عاریۃً دوسری طالبات سے حاصل کر لیتی تھی۔ ہاؤس جاب کے لئے لیڈی ایچی سن ہسپتال میں صرف چھ ماہ لگائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں فضل عمر ہسپتال کو لیڈی ڈاکٹر کی شدید ضرورت تھی۔ میں نے محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر کیا ہوا تھا۔ آپ کا جواب مجھے ملا کہ ہاؤس جاب چھوڑ کر آجائیں۔ چنانچہ جب میں نے یہ کیفیت دیکھی کہ ہسپتال کو لیڈی ڈاکٹر کی شدید ضرورت ہے تو میں فوراً ہاؤس جاب چھوڑ کر ربوہ پہنچ گئی۔ یہاں آکر مجھے یہ بھی حکم ملا کہ میں ڈی۔ جی۔ او (D. G. O) کرلوں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مجھے کچھ عرصہ تک یہ کلاسیں اٹنڈ کرنے کا موقعہ ملا۔ گو میں مکمل طور پر یہ امتحان پاس نہیں کر سکی۔ البتہ کلاسیں مکمل طور پر اٹنڈ کیں۔

سوال: کیا ایک لیڈی ڈاکٹر کو گھریلو ذمہ داریاں ادا کرتے میں کوئی دشواری تو نہیں ہوتی؟

جواب: اگر انسان یہ سوچ لے کہ یہ کام میں نے کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی صلاحیتیں دی ہیں۔ زائد آرام قربان کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح گھر کی ذمہ داریاں بھی نباہی جا سکتی ہیں۔ بعض دفعہ میں رات ڈیڑھ بجے گھر کو ٹھیک کر کے سوتی ہوں۔ لوگ رات گئے تک مصروف رہتے ہیں یا گھنٹوں ٹی۔ وی پروگرام دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر ان چیزوں کے لئے وقت نکل سکتا ہے تو گھر کی دیکھ بھال کے لئے کیوں نہیں نکل سکتا۔

سوال: آپ کے پاس کس قسم کے مریض آتے ہیں؟

جواب: میں زیادہ تر زچگی کے مریض دیکھتی ہوں۔ ویسے جنرل مریض بھی بہت آتے ہیں۔

سوال: ملازمت کے دور کا کوئی خاص واقعہ؟

جواب: شروع شروع کی بات ہے جب یہاں بلیک آؤٹ ہوتا تھا اور ہماری ایمبولینس کے ڈرائیور سردار صاحب تھے اور ایک میری آیا ہوتی تھی ہمیں بتیاں جلانے کی اجازت نہیں تھی۔ اور ہم گاڑی چلا کر مریض دیکھنے (کیس کے سلسلہ میں) گھروں میں پہنچتے تھے اور رضائی ڈال کر کیس کرتے تھے۔ اس زمانہ میں میں اکیلی تھی۔ بعض دفعہ میں ڈر جاتی تھی ہم ایمبولینس میں بیٹھ کر جاتے۔ شیلنگ کی وجہ سے لوگ ہسپتال نہیں آ سکتے تھے۔ ہسپتال میں ڈیوٹی کا یہ عالم تھا کہ بعض دفعہ چوبیس چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے لیبر روم سے میں نہیں جا سکتی تھی۔ میرا کھانا واپس چلا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے جذبہ سے کام کرنے کا موقعہ ملا۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں بھی ایسی ہی مصروفیت ہوتی تھی ایک دفعہ میرے ماموں قادیان سے تشریف لائے۔ لیکن میرے ساتھ ملاقات نہ کر سکے کیونکہ میں دو دن اور دو راتیں مسلسل گھر نہیں آسکی۔ بعض دفعہ گھر سیڑھیوں تک آتی اور پھر واپس جانا پڑتا۔ مجھے چھٹیوں میں ربوہ سے باہر جانے کے لئے سٹیشن لیو بہت کم ملتی تھی۔ جب میرے والدین لاہور رہتے تھے تو مجھے جمعہ کی رخصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لاہور جانا ہوتا تھا اور پھر اگلے روز ہفتہ کو ڈیوٹی پر ربوہ پہنچنا ہوتا تھا۔ میرے بھائی لاہور سے شیخوپورہ تک علی الصبح میرے ساتھ آتے اور جب دیکھتے کہ اب بس میں کافی لوگ ہو گئے ہیں تو پھر شیخوپورہ سے واپس لاہور چلے جاتے اور آگے ربوہ تک میں اکیلی آتی۔ میں صبح سویرے ہسپتال ڈیوٹی پر پہنچ جاتی اور خدا کا فضل ہے کہ سب ڈاکٹروں سے پہلے پہنچتی۔

سوال: خواتین کو اپنی صحت برقرار رکھنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟

جواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں اپنی خوراک میں اعتدال رکھنا چاہیئے۔ جو کم کھاتی ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں کرتیں اور جو پُرخور ہیں وہ بھی زیادتی کرتی ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں گھر کا کام کاج کر لیا۔ بہت ہے۔ حالانکہ تھوڑی سی سیر بھی ضرور کرنی چاہیئے۔

سوال: عورتیں زیادہ تر کس مرض کا شکار ہوتی ہیں؟

جواب: بلڈ پریشر۔

سوال: اس کی وجہ؟

جواب: مختلف قسم کی پریشانیاں اس کا باعث ہوتی ہیں۔ ایسے ہی زچگی کے دنوں میں جو زیادہ کھانا کھلایا جاتا ہے اس سے بھی بیمار ہو جاتی ہیں۔ جسم میں زائد چربی نہیں چڑھنی چاہیئے۔ بلکہ صالح خون پیدا ہو تو بہتر ہے۔ عورتوں کو کام کرنا چاہیئے۔ ہمارے ہاں کئی عورتوں میں (ایام زچگی) میں آرام کا رواج بہت ہے یہ درست نہیں چند گھنٹے آرام کافی ہے زچگی کے بعد عورت کو نارمل لائف میں آجانا چاہیئے۔ ایسے ہی بلڈ پریشر ہونے کی زیادہ وجہ زیادہ بچے پیدا ہونا بھی ہے۔ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو اس وقت پہلی زچگی کے دوران بہت سی عورتوں کو بلڈ پریشر ہو جاتا ہے اور پاؤں سوج جاتے ہیں اور پھر خوراک میں بے اعتدالی نمکین اور چٹ پٹی خوراک کے استعمال سے بھی بلڈ پریشر ہو جاتا ہے۔ اگر وقتی طور پر بلڈ پریشر بڑھ جائے تو یہ بیماری نہیں کہلاتی۔ بار بار ہونے سے گردے کی نالیوں میں سوزش آجاتی ہے۔ بار بار نمک اور گوشت کھانے سے یہ تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

سوال: ذہنی مریض کا علاج کیسے کرتی ہیں؟

جواب: اس مرض کا علاج بہت مشکل ہے کیونکہ صحیح تجزیہ کرنا ذرا مشکل امر ہے اور صحیح تجزیہ نہ کر سکنے کی وجہ سے صحیح علاج نہیں ہوتا۔ سوچیں عجیب و غریب ہیں اور تفکرات بڑھ گئے ہیں۔ بعض دفعہ انسان نارمل دکھائی نہیں دیتا اس کو آسان نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اگر کسی عورت کے رویے میں زیادہ غصہ، زیادہ غم اور زور زور سے بولنے کے عوامل شامل ہو جائیں تو اسے ضرور ڈاکٹر کو دکھانا چاہیئے۔

سوال: بچوں کی نگہداشت کے متعلق کچھ فرمائیں؟

جواب: پہلی چیز تو یہ ہے کہ اس سلسلہ میں عورتوں کو بنیادی معلومات ہونی لازمی ہیں۔ دوسرے جیسے پہلے رواج تھا عورتیں اپنی بزرگ عورتوں کے ساتھ مل کر رہتی تھیں۔ اس طرح بچے سہولت سے پل جاتے تھے۔ اب اکیلے رہنے کے نتیجہ میں عورتیں اپنے بچوں کی صحیح طور پر نشوونما نہیں کر پاتیں۔ کیونکہ تجربہ نہیں ہوتا۔ تجربہ تعلیم سے بھی زیادہ ضروری اور بہتر ہے۔ میں نے اس پر بڑا کام کیا ہے جو اکیلے رہتے ہیں ان میں نفسیاتی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں سارے کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن جو عورتیں اپنی بزرگ عورتوں کے ساتھ رہتی ہیں اُن کی ایسے مدد ہو جاتی ہے کہ ماں اگر کھانا پکا رہی ہے تو دادی بچے کو گود میں لے کر بعض اچھی اور کار آمد باتیں سکھا دیتی ہے۔ جیسے بعض دعائیں اور نماز وغیرہ بچوں کو سکھائی جا سکتی ہے۔

سوال: بچوں کے لئے دوائیوں کے عام استعمال کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: از خود کوئی دوائی نہیں لینی چاہیئے۔ خوراک البتہ آپ دے سکتے ہیں یا نہلا سکتے ہیں۔ سمجھدار مائیں خود ڈاکٹر سے رابطہ کر کے دوائی کے بارہ میں پوچھ سکتی [illegible] چاہے فون پر پوچھ لے۔ ڈاکٹر کا مشورہ لازمی ہے۔ دوائی نہ دینا غلط دوائی دینے سے بہتر ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ ڈاکٹروں نے اپنے آپ کو مہنگا کر لیا ہے اس وجہ سے لوگ مجبور ہیں اور دکاندار فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سوال: قارئین الفضل کو آپ کیا پیغام دینا چاہتی ہیں؟

جواب: انسانیت کے حوالہ سے یہ پیغام دوں گی کہ ہر انسان میں کچھ خامیاں

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت کی قیمت

خواجہ مظفر احمد ناصر
مردان

وقت ایک بیش قیمت ہیرے کی طرح ہے وہ اگر کسی جوہری کے ہاتھ لگتا ہے تو اپنی صحیح قدر و منزلت کے سبب کامیابی و کامرانی کے ساتھ نکل جاتا ہے اور اگر کسی ناقدرے کے پلے پڑتا ہے تو محض ایک سنگریزہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زندہ افراد اور قومیں اپنے وقت کو قیمتی جانتی ہیں اور اس کا ایک ایک لمحہ کام میں لاتے ہیں اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے کاموں میں اپنے آپکو مصروف رکھتے ہیں خواہ وہ مطالعہ کریں یا کوئی دوسری زبان سیکھیں خواہ کسی ایسے موضوع پر گفتگو کریں جو ذہن کو جلاء بخشتا ہے یا کوئی مضمون کتاب یا سوال کا جواب لکھیں۔ خواہ وہ کوئی نئی چیز دریافت کرنے میں اپنے تئیں مصروف رکھیں یا خدمت خلق کا کام کریں، خواہ کوئی ہنر سیکھیں یا کسی کو راہِ راست پر لانے کے لیئے کوشاں رہیں خواہ علم سیکھیں یا سکھانے میں مگن رہیں۔ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ اوقاتِ فرصت میں مصروف العمل رہیں۔

مگر جو لوگ اپنے اوقات ضائع کر دیتے ہیں وہ بنگلوں میں نہیں جنگلوں میں رہنا پسند کرتے ہیں وہ نیک بختی کو نہیں بد بختی کو ترجیح دیتے ہیں وہ زندگی ضائع کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ زندگی وقت کے صحیح استعمال سے ہی بنتی ہے وقت اپنے سفر کی منزلیں طے نہیں کرتا بلکہ انسان وقت کو ملحوظ خاطر رکھ کر منزل مقرر کرتا اور پاتا ہے وہ وقت کو غلام بنا کر زمانے پر چھا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ وقت گزر جاتا ہے سوچیں تو وقت ٹھہرا رہتا ہے اور ہم گزر جاتے ہیں۔ وقت کی اصلی قیمت سمجھئے اسے جھپٹ کر پکڑنا اور ایک ایک لمحے کو سوچ کر برتنا چاہئیے جو کام ہم اس لمحے کر سکتے ہیں اسے اگلے وقت پر اور جو آج کر سکتے ہیں اِسے کل پر نہ ڈالیں۔ ہمیں وقت کے آنے سے زیادہ وقت کے گزر جانے کا احساس ہونا ہے۔

ابتدائی عمر میں جو وقت ضائع کیا ہو اِس کا تدارک کرنا چاہیے تاکہ انجام بخیر ہو اور وقت کی بربادی کا ازالہ تو ضرور ہو لیکن اتنا نہیں کہ باقی کا تمام وقت اسی میں صَرف ہو جائے۔ وقت اپنی ابتداء اور انتہاء سے بے نیاز ہے اِس لیئے ہمیں خود پروگرام بنا کر اِس کو صحیح مصرف میں لانا ہو گا۔ ورنہ بیتے ہوئے لمحات پر کفِ افسوس مَلتے ہوئے سَر کو جھٹکا دینے کے سِوا کچھ نہیں ہو گا۔

دانشمند وقت کی قدر اِس کی موجودگی میں کرتے ہیں اور نادان اس کو کھو کر بیدار ہوتے ہیں کہتے ہیں "وقت ہوا اور دولت بدلتے رہتے ہیں" اور انسان وقت کے جھولے میں بیٹھ کر کبھی اوپر اور کبھی نیچے ہوتا ہے لیکن سلیم القلب انسان وقت میسّر آنے پر اِس سے بھرپور فائدہ اُٹھاتا ہے۔ غافل دل کی طرح اسے غفلت میں نہیں گزار دیتا بلکہ وقت کی اہمیت کا اندازہ لگا کر حکمت عملی سے ہر ایک کام کے مناسب وقت پر انجام دینے کے لیئے پروگرام تشکیل دیتا ہے۔ وقت تو روئی کے گالوں کی طرح ہوتا ہے اِس کو عقل و حکمت کے چرخے میں کات کر اسکے قیمتی پارچات بنا لیئے جائیں تو ٹھیک ورنہ جہالت کی آندھیاں اِسے اُڑا کر کہیں کا کہیں پھینک دیتی ہیں۔

وقت کی قیمت کا سوال ہمیں اپنے اُوپر حل کرنا چاہیے اپنے دل سے پوچھنا چاہیے اور آئندہ نسلوں کو بھی اِس کی قیمت سے آگاہ کرنا چاہیے۔ سیدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز فرماتے ہیں "جس امر کی طرف میں توجہ کرنی چاہتا ہوں وہ ایک سوال ہے وہ سب کے لئے مشترک ہے کہ کس حد تک ہم نے اپنے وقت کو ضائع کیا اور کس حد تک ہم نے اپنے وقت کی بالارادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کی اگر اِس سوال کو ہر ایک سے پوچھیں یا ہر ایک اپنے آپ سے پوچھے تو حیران ہو گا جواب پا کر اپنے نفس سے کہ میں نے اپنے وقت کی قیمت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کبھی سوچا ہی نہیں کہ میرے وقت کی ایک قیمت ہے سوائے اس قیمت کے جو اپنے پروفیشن میں اپنے شعبے میں مجھے خود بخود ملتی ہے وہ قیمت تو بالکل اور چیز ہے میں اِس کی بات نہیں کر رہا میں اُس وقت کی بات کر رہا ہوں جو انسان کا اپنا وقت ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر کا ڈاکٹری سے فارغ ہونے کے بعد طالب علم کا مطالعہ سے فارغ ہونے کے بعد وغیرہ اِس پہلو سے جب ہم جائزہ لیتے ہیں۔ تو عموماً ایک بات ضرور سامنے آتی ہے کہ ہم اپنے وقت کا اکثر حصہ یعنی بچے ہوئے وقت کا جس پر ہمارا اختیار تھا ضائع کر دیتے ہیں اور نیک مقاصد پر ان کو استعمال نہیں کرتے یہ ضیاع مختلف جگہوں پر مختلف شکلوں میں ہو رہا ہے پسماندہ اقوام میں یہ ضیاع زیادہ تر گپیں مارنے میں ہو رہا ہے کچھ نہیں بس چلتا ان کا تو آپس میں بیٹھ جاتے ہیں بازاروں میں، گلیوں کے کونوں پر جن کو خدا نے توفیق دی ہے گھروں میں اپنے گھر میں یا کسی دوسرے کے گھر میں جا کر وہ اِن گپوں میں بیٹھے مصروف رہتے ہیں کسی طرح ان کا وقت ٹلتا ہی نہیں مجالس لگاتے ہیں ایک دوسرے کے گھر جا کر اور بچوں کو بھی وقت ضائع کرنے کی عادت ڈالتے ہیں (خطبہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء)

بعض لوگوں کا گپ شپ لگانا تو بہت ہی محبوب اور دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے اِس مشغلے یا عادت کے نتیجہ میں نکماپن، بے کاری، کاہلی اور سُستی پیدا ہوتی ہے اور یہی محرکات ایک شخص کی شخصیت کو بُری طرح متاثر کرتے ہیں یا ایک قوم کے زوال اور پستی کا سبب بنتے ہیں اپنی عمر کے گراں قدر اوقات ضائع کرنے والوں کے بارے میں ہی کسی نے خوب کہا ہے

؎ غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اِس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرتا کہ بعض اوقات بہت تھکاوٹ ہونے کی وجہ سے انسان نڈھال ہو جاتا ہے اِس صورت میں (حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں "کچھ وقت بے شک تھکاوٹ کے نتیجہ میں آرام طلبی کی نذر کر دیں لیکن حتی المقدور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ وقت بچائیں اعلیٰ مقاصد کی خاطر اعلیٰ مقاصد کی پیروی کے لیئے تاکہ آپکی آئندہ نسلیں آزاد نسلیں پیدا ہوں" (خطبہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں وقت کی قدر کرنے اور اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

یاد رفتگان

شہلا رشید۔ ربوہ

محترم ملک عبد الواحد صاحب

میرے نانا جان محترم ملک عبدالواحد صاحب ۱۴ اپریل ۱۹۰۴ء کو کوئٹہ میں پیدا ہوئے آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی آپ نے گیارہ سال کی عمر میں احمدیت قبول کی بظاہر آپ کی تعلیم میٹرک تک تھی۔ لیکن آپ کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ تدریس آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ آپ کے والد محترم احمدی نہ تھے آپ کے ایک استاد جو آپ کو پڑھاتے تھے وہ احمدی تھے وہ آپ کو احمدیت کے متعلق معلومات دیتے رہے۔ آہستہ آہستہ آپ کے دل میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی محبت بڑھنے لگی اس طرح آپ نے ۱۹۱۵ء میں احمدیت قبول کی۔ اس کی سزا کے طور پر آپ کے والد نے آپ کو گھر سے نکال دیا آپ کی والدہ کو آپ سے بہت پیار تھا اسلیئے وہ اپنے شوہر سے چھپ کر آپ کو ملتیں اور ضروریات پوری کرنے کے لئے روپے دیتیں آپ نے قادیان رہ کر میٹرک تک پڑھا نہایت مشکل حالات میں بھی احمدیت کو چھوڑنے کا نہ سوچا۔ حالانکہ آپ اس وقت نہایت کم عمر تھے

آپ کی شادی ۱۹۲۵ء میں محترمہ مُبارکہ بیگم کے ساتھ ہوئی آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

آپ نہایت ایماندار تھے جس شعبہ میں بھی کام کیا نہایت ایمانداری سے کیا۔ بہت صابر اور خوش اخلاق تھے پریشانیوں میں گھبرانے والے نہ تھے۔ آپ دل کے مریض تھے ۲۲ دسمبر ۱۹۸۴ء کو بیمار ہوئے اور ۸ جنوری ۱۹۸۵ء کو آپ نے وفات پائی اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر

قراردادہائے تعزیت

لوکل انجمن احمدیہ قادیان

(الفضل مجریہ ۲۰، ستمبر ۱۹۹۰ء کے ذریعے یہ اندوہناک اطلاع موصول ہوئی کہ سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے اور سیدنا حضرت فضل عمر کے صاحبزادے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۹، ستمبر کی صبح پونے نو بجے حرکت قلب بند ہو جانے سے اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔

محترم صاحبزادہ صاحب یکم فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان میں حضرت سیدہ اُمّ ناصر صاحبہ کے بطنِ مبارک سے تولّد ہوئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کے بعد آپ حضرت فضلِ عمر کے تیسرے فرزندِ ارجمند تھے۔ آپ واقف زندگی تھے۔ اور ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ۳۸ سال کا طویل عرصہ فضلِ عمر ہسپتال میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ہنس مکھ۔ سنجیدہ مزاج اور جاذبِ نظر شخصیت کے مالک تھے۔ طبیعت میں بیحد انکساری اور سادگی تھی۔ ہر ایک کے ہمدرد و غمگسار تھے فضل عمر ہسپتال ربوہ کو ترقی دینے میں آپکی انتھک مساعی کا بڑا دخل ہے۔ چیف میڈیکل آفیسر ہونے کے علاوہ ۱۹۵۴-۵۵ء تا ۱۹۵۹-۶۰ء پانچ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر کے طور پر نہایت گراں قدر خدمات سر انجام دینے کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ جبکہ سیدنا حضرت فضل عمر بنفسِ نفیس صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ہوا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت فضل عمر علاج کے لئے یورپ تشریف لے گئے تو آپ کو بھی حضور انور کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا، نیز سیدنا حضرت فضل عمر اور سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کے ذاتی معالج کے طور پر بھی ایک لمبا عرصہ آپ کو خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بہرحال محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا وجود بہت ہی بابرکت اور گوناگوں خوبیوں سے متصف تھا۔ آپ کی وفات نہ صرف سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب، حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ مدظلہا، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا اور خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ و خاندان حضرت نواب محمد علی صاحب و حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے لئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ بلکہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے بھی ایک بھاری سانحہ ارتحال ہے۔ جس پر تمام درویشان و احباب جماعت احمدیہ قادیان اپنے دل کی گہرائیوں سے دُکھی اور بوجھل دلوں کے ساتھ اپنے پیارے امام ہمام حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ اور تمام افرادِ خاندان حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالےٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

دیگر جماعتیں

محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر منظور کی جانے والی متعدد تعزیتی قراردادیں الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ مزید قراردادیں مندرجہ ذیل جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے بھی موصول ہوئی ہیں۔ جن میں اس المناک سانحہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ افراد خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی اہلیہ محترمہ اور بچگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے۔

۱۔ جماعت احمدیہ کراچی۔
۲۔ جماعت احمدیہ حلقہ ٹاؤن شپ لاہور۔
۳۔ جماعت ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ۔
۴۔ جماعت ہائے احمدیہ ضلع جھنگ۔
۵۔ مجلس انصار اللہ چک ۲۱۹ ر ب ۔ گنڈا سنگھ والا۔
۶۔ لجنہ اماء اللہ دارالصدر شرقی نمبر ا۔
۷۔ لجنہ اماء اللہ فیصل آباد شہر۔
۸۔ مجلس انصار اللہ مقامی۔ ربوہ۔
۹۔ مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۸۴/۷R ضلع بہاولنگر۔
۱۰۔ جماعت احمدیہ ہائیڈل برگ۔ جرمنی۔
۱۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور۔
۱۲۔ جماعت احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خاں۔
۱۳۔ جماعت احمدیہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن۔

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کرتا۔

لجنہ کالم

(یورپ میں) ہم نے ایک عمارت پر مزدوروں کو کام کرتے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آگ لگی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ اسے بجھا رہے ہیں۔ مزدور بڑی تیزی سے لکڑی اور لوہا لے جا رہے تھے۔ لیکن یہاں مزدور اپنی سستی کی وجہ سے اس کام کو گراں کر دیتے ہیں۔ میں تو اس کا نقشہ اس طرح کھینچا کرتا ہوں کہ اگر کوئی مزدور کوئی چیز لینے جاتا ہے تو وہ اس طرح ٹوکری اٹھاتا ہے جیسے کسی کی کمر ٹوٹی ہوئی ہو۔ وہ ہائے کہہ کر ٹوکری اٹھاتا ہے اور پھر رینگتے رینگتے معمار تک پہنچتا ہے۔ اگر کوئی مزدور اینٹ اٹھاتا ہے تو پہلے پھوں پھوں کرتا ہے پھر دس گیارہ اینٹیں اکٹھی کرتا ہے پھر آرام کرتا ہے اور سستاتا ہے پھر اٹھاتا ہے اور جوں کی طرح چلتا ہے اور دس بارہ منٹ میں مستری تک پہنچتا ہے۔ پھر مستری بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ لیکن ایک یورپین اتنے ہی عرصے میں دس دفعہ مستری تک چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مالک مزدور کو بہت زیادہ مزدوری دے دیتے ہیں۔ اسی طرح زمینداریں میں ہمارے ہاں جو پیداوار ہوتی ہے میں نے اس کا یورپ کی پیداوار سے مقابلہ کیا ہے۔ ہمارے ملک کی پیداوار میں اور یورپ کی پیداوار میں زیادہ فرق نہیں لیکن وہ مزدور کو دس روپے روزانہ دیتے ہیں اور ہمارے ہاں مزدور کو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ روپیہ روزانہ ملتا ہے۔ (۱۹۵۳ء کی بات ہے) گو ایک یورپین مزدور ہمارے مزدور سے ۶ گنا سے بھی زیادہ کما لیتا ہے۔ لیکن اتنی زیادہ اجرت دے کر بھی ان ممالک میں ہمارے ملک سے غلہ زیادہ سستا بکتا ہے۔ ماہرین زراعت سے میں نے اس کے متعلق گفتگو کی ہے کہ ان ممالک کی پیداوار ہمارے ملک کی پیداوار سے ڈیوڑھی ہے لیکن وہ اپنے مزدور کو دس روپے روزانہ دیتے ہیں اور ہم مزدور کو سوا روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ دیتے ہیں اتنا فرق کیوں ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر مجھے یہ معمہ نہیں سمجھا سکے۔ اس کی اصل وجہ درحقیقت یہی ہے کہ وہاں مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔ اگر یہاں ہم ۱۰۰ ایکڑ پر دس مزدور رکھنے پر مجبور ہیں تو وہاں ایک مزدور ہی کام دے جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے ملک میں تین چار گنا زیادہ تنخواہ لینے کے باوجود وہ ہمارے ملک کے مزدور سے سستا رہتا ہے۔ یہ سب باتیں محنت کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے ہیں جب تم اپنا موٹو مقرر کرو گی تو اس پر غور بھی کرو گی۔ مثلاً یورپین ممالک میں کھانا کھڑے ہو کر پکایا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں عورتیں بیٹھ کر کھانا پکاتی ہیں۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ہمارے ہاں جو کھانا پکانے کا طریق ہے اس سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے پھر اتنی پھرتی سے کام نہیں ہو سکتا۔ جتنی پھرتی سے کھڑے ہو کر کام ہو سکتا ہے۔ اس لئے یورپین ممالک میں کھڑے ہو کر کھانا پکایا جاتا ہے۔ اسی طرح کپڑے بھی کھڑے ہو کر دھوئے جاتے ہیں۔ اس طرح بہت کم وقت میں کام ختم ہو جاتا ہے اور پھر اعضاء میں جو ڈھیلا پن بیٹھنے سے پیدا ہو جاتا ہے وہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح کاڑھنے وغیرہ کا کام ہے۔ یورپین لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی چیز کتنی خوبصورت کاڑھی ہوئی ہے بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز کتنے وقت میں کاڑھی گئی ہے۔ ان کے ہاں محنت اصل چیز ہے۔ اگر ایک عورت نے ۴ گھنٹے میں ایک اچھا پھول کاڑھا ہو اور دوسری عورت نے ۴ منٹ میں اس سے ادنیٰ پھول کاڑھا ہو تو وہ اس عورت کو ترجیح دیں گے جس نے وہ کام ۴ منٹ میں ختم کر لیا ہو۔ دوسری عورت سے جس نے ۴ گھنٹے میں کام کیا۔

پس محنت ایک ایسی چیز ہے جس پر زور دینا اور اس کی عادت ڈالنا کیریکٹر میں ایک خصوصیت پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ شریعت کے احکام پر غور کر کے بعض اور اخلاق بھی نکالے جا سکتے ہیں ان میں سے دو تین اخلاق کو لے لو اور انہیں اپنا موٹو قرار دے لو پھر ہال میں کمروں میں لائبریری کی کتب پر۔ سکول کے رجسٹروں پر۔ سب پر ان کی مہریں لگا لو۔ لباس پر بھی اسے بطور بیج لگا لو۔ گلے کے بٹن والے حصے پر اور بازو پر کوئی جگہ متعین کر لی جائے۔ وہاں اسے لگا لیا جائے تاکہ آہستہ آہستہ یہ کالج کا ایک مخصوص کیریکٹر بن جائے۔ اگر تم اس طرح کام کرو تو تم عملی طور پر بہت کچھ کر لو گی۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم عبدالرزاق صاحب مربی سلسلہ احمدیہ آرام باڑی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر لکھتے ہیں:

دعوت کا ابھی لطف آرہا ہے۔ اس دعوت نے ایک عظیم دعوت کی یاد تازہ کر دی۔ جامعہ احمدیہ کی موجودہ عمارت کی بنیاد کی بابرکت تقریب تھی۔ حضرت سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ناصر ہوسٹل کے سامنے (اس وقت ناصر ہوسٹل کی جگہ جامعہ کی بلڈنگ تھی) افتتاحیہ تقریب کے لئے حضرت میاں بشیر احمد صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی میزوں پر مٹھائیوں کے ٹرے یہ نغمہ الاپ رہے تھے ؎

دعوت عام ہے یاران خاص و عام کیلئے

خوب مٹھائی کھائی۔ (میری عمر اُس وقت گیارہ بارہ سال ہو گی۔ اس وقت پرائمری کے طلبہ کو بھی جامعہ میں داخلہ مل جاتا تھا)۔ اسی دوران ایک عظیم باوقار حسین ہستی کے پاس سے گزر ہوا۔ مسکراتا چہرہ ہلکا ہلکا تبسم۔ خاکسار سے مخاطب ہوئے۔ کیا آپ مولوی صاحب ہیں یا فرمایا آپ جامعہ میں پڑھتے ہیں۔ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا مولوی صاحبان تو دعوت کھانے کے بعد داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ میرا ہاتھ فوراً منہ کی طرف اُٹھ گیا۔ منہ کے ارد گرد چمٹی ہوئی مٹھائی ہاتھ کو لگ گئی۔

بعد میں کسی نے بتایا یہ تھے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ اس کے بعد جب کبھی اس قسم کی دعوت میں شامل ہوا ہوں۔ وہ حسین چہرہ سامنے آجاتا ہے چپکے سے ہاتھ اوپر کو اُٹھ جاتا ہے۔

آپ تو حبیب کے قرب سے لطف اندوز ہو کر آئے تھے۔ جی چاہتا تھا کہ اُدھر کی باتیں ہوں۔ لیکن ماحول اور حجاب مانع رہا۔ دور دور سے ہی نظارہ کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت سے رکھے۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت سید میر داؤد احمد صاحب کا ایک خط درج کر رہا ہوں۔ یہ خط ۱۹۷۲ء میں لکھا گیا۔

عزیزم مکرم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نئی جگہ کام کرنے کی توفیق دے۔

ایک بنیادی بات یہ ہے کہ اپنی نیت محض ابتغاء لمرضات اللہ رکھیں۔ یہ نیت ہر روز صاف کیا کریں۔ جسطرح روز گھر صاف کیا جاتا ہے اور روز کا گرد و غبار روز دور کیا جاتا ہے۔ اس لئے روز نیت کا صاف کرنا ضروری ہے۔ یہ کر دیکھیں پھر اللہ تعالےٰ کے عجیب فضل ملاحظہ کریں۔

ملنے میں حجاب کیوں۔ کبھی اُستادوں سے بھی حجاب ہوتا ہے۔ بے تکلف مل لیا کریں۔ میں آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ آپ مجھے اپنی خاص دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

آج کل جامعہ میں ہوسٹل اور (البیت) کی تعمیر شروع ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے بھی دُعا کریں۔ جامعہ کا تو آپ پر بہت حق ہے۔

خاکسار

سید داؤد احمد

مکرم اکبر حمیدی صاحب لکھتے ہیں:

۱۲ر اگست کے "الفضل" میں "تتلی کے تعاقب میں" کے بارے میں آپ نے جو تفصیلی تعارفی مضمون لکھا ہے۔ وہ بے حد مؤثر اور قرینے سے لکھا گیا ہے۔ اس سے آپ کی محبت اور دیرینہ قلبی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ لفظوں کے ذریعے اس کا شکریہ ادا کرنا شاید ممکن نہیں۔

حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم

"الفضل" مجھے بہت تاخیر سے ملا۔ تاہم دیر آید درست آید۔ اللہ کرے آپ ہر طرح صحت مند اور خوش و خرم ہوں۔ خاکسار کیلئے بھی دعاؤں کا حصہ رکھیں۔

محترمہ سیدہ منیرہ ظہور لکھتی ہیں:

میری صحت بوجہ شوگر و ہائی بلڈ پریشر ٹھیک نہیں رہتی۔ پاؤں میں درد سوزش اور سُن ہونے کی سخت تکلیف رہتی ہے۔ صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز میری بیٹی فریحہ سید اس سال دسویں جماعت کا امتحان دے گی۔ بن باپ کی اس بچی کے لئے خاص دُعا کی درخواست کر رہی ہوں۔ اُس کی طرف سے آپ کو سلام۔ نظم ۲۰ر ستمبر کے پرچے میں شائع کرنے کا شکریہ۔ ایک اور غزل پیشِ خدمت ہے۔ اُمید ہے کہ پسند آئے گی۔ کیا آپ آزاد نظم شائع نہیں کرتے۔ دوسری بات یہ کہ آخری صفحہ پر خالی خانے میں لفظ "پتہ" لکھا ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ وضاحت فرما دیجئے گا۔ بیٹی نے مجھ سے پوچھا تو جواب نہ دے سکی۔

(یہ خالی جگہ ان خریداروں کا پتہ لکھنے کے لئے چھوڑی جاتی ہے جن کو بذریعہ ڈاک پرچہ بھیجا جاتا ہے) (ادارہ)

مکرم عبدالحمید طاہر صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور سلسلے کی زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

آپ کے اس احسان کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے خاکسار کے نام روزنامہ الفضل جاری کر کے روحانیت کی ایک بہت بڑی نہر خاکسار کے گھر تک پہنچا دی۔

آپ کی بہادری اور بلند حوصلے کا ذکر جلسہ سالانہ لندن کی کیسٹوں میں پیارے آقا کی زبان مبارک سے سُنا تو بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اسی جذبے اور جرأت کے ساتھ روزنامہ الفضل کا کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

مکرم محمد الطاف حسین صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں:

آپ کی ادارت میں "الفضل" بہت مفید ہو گیا ہے۔ اس میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں وہ بہت سی معلومات سے پر ہوتے ہیں۔ دوسرے روزناموں کے مقابلہ میں اس کا حجم کم ہے۔ مگر روحانی۔ اخلاقی۔ علمی اور معلوماتی مضامین۔ سے ایسا ہوتا ہے کہ "گویا کوزہ میں دریا بند ہے"۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کو بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے دور میں الفضل بہت ہی ترقی کرے۔ نیز قارئین کو بھی اس سے کما حقہ، مستفید ہونے کی توفیق دے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

مکرم ملک عارف احمد صاحب آف سانگلہ ہل ایک لمبے عرصہ سے شوگر اور گردے کی خرابی کے باعث بیمار ہیں۔

احباب ان کی شفایابی کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح

مکرم منور احمد صاحب عباسی ابن مکرم مظفر حسین صاحب عباسی (انسپکٹر مال) کا نکاح عزیزہ خالدہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کے ساتھ مبلغ چالیس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مورخہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۹۰ء بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بہت مبارک کرے۔

ختم قرآن

عزیز کاشف محمود مصطفےٰ آباد فیصل آباد نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا ہے۔ عزیز کی صحت کچھ خراب ہے۔

احباب عزیز کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں اور یہ بھی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے نور قرآن سے منور فرمائے۔

گم شدہ عینک

ایک نظر کی عینک محلہ دار الصدر اور اقصیٰ روڈ کے درمیان گر گئی ہے۔ جس صاحب کو ملے دفتر الفضل میں پہنچا دیں۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

اپنی پچھلی ٹریڈیشنز (TRADITIONS) کو قائم کرو اور دوسری قوموں کی نقل کم کرو۔ دوسرے اس قسم کی تقریبات میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے طالبات کی ماؤں کو شامل کرو تا انہیں پتہ لگے کہ ان کی لڑکیاں کالج میں کس قسم کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ تیسرے بعض اخلاق کو اپنا ماٹو قرار دے لو تاکہ وہ تمہارے کالج کی مخصوص روایت بن جائے۔ پھر ہر طالبہ علم اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے تاکہ دیکھنے والے اسے نمایاں حیثیت دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: ص۳ سے آگے

مگر عزیزی رقیہ کی وفات کے بعد میرا ذہن دنیا سے ہٹ گیا ہے۔ ہر وقت ڈپریشن رہتا ہے معلوم ہوتا ہے موت کا سایہ قبل از وقت دل پر پڑ گیا تھا۔

حضرت اماں جان (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) سے بے حد محبت اور اتنا ہی احترام تھا۔ بیماری میں ان کی دل و جان سے خدمت کرتیں۔ اماں جان پر ایک دفعہ ہلکا سا فالج کا حملہ ہوا تو بیڈ پین بھی خود اٹھا لیا۔ کہتی تھیں کہ میں خود ہی اٹھاؤں گی۔

کس کس بات کو یاد کروں۔ لکھوں تو ایک کتاب بن جائے۔ اتنی خوبیوں کی مالک عورت کبھی کبھی پیدا ہوتی ہے۔ زندہ۔ زندہ دل اپنی ذات میں انجمن۔

اللہ تعالیٰ ان کی روح پر رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی ستاری اور محبت کی چادر میں لپیٹ لے۔ ماں کو تو ساری اولاد پیاری ہوتی ہے۔ اس وقت میرا اندازہ تھا کہ مریم (وفات یافتہ) کو عزیزہ حکمی سے خصوصیت سے پیار تھا۔" اگرچہ جو تحریریں ہم نے اوپر درج کی ہیں وہ بھی حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کا خاصی حد تک تعارف کرواتی ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حقیقی اور مکمل تعارف وہ تحریر ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی والدہ کی وفات پر ۴۰ سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد لکھی۔ تحریر الفضل کے صفحات کے مطابق کسی قدر طویل ہے اور خاص طور پر اس مختصر سے تعارف میں اس کا شامل کرنا مناسب نہیں۔ اس لئے ہم اس تعارف کو پیش لفظ کہتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی اپنی والدہ کے متعلق تحریر کو الگ الفضل کے صفحات پر پیش کریں گے۔

اس تحریر میں حضرت سیدہ موصوفہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً خدمت خلق کا ذکر کیا گیا ہے۔ جماعتی امور میں انہماک کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آپ کی مہمان نوازی اور تربیت اولاد کا ذکر کیا گیا ہے اور متفرق خصائل بھی پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی آخری بیماری کی تفصیل بھی اس مضمون میں درج ہے۔ یہ سب باتیں آپ ہمارے آئندہ شماروں میں مطالعہ کریں گے۔ کتاب کے صفحات ۳۲۲ ہیں۔ قیمت اس کی ایک سو روپیہ ہے اور احمدیہ جماعت قادیان سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ کتاب مطبع محبوب المطابع دہلی میں طبع ہوئی ہے۔

(ن۔ س)

بقیہ: ص۴ سے آگے

اور کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ہمیں اسے ان خامیوں اور کمزوریوں سمیت قبول کرنے کی عادت اپنانی چاہیئے ہمیں گلہ شکوہ یا تلخی کا سلوک روا نہیں رکھنا چاہیئے

راستے کے آداب کو ملحوظ رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
فون ۶۸۵۵۱۱
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز
میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز

خبریں

ملکی خبریں

○ نئی قومی اسمبلی کے ارکان نے ہفتہ کی صبح کو حلف اٹھایا۔ سابقہ اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد نے نو منتخب ارکان سے حلف لیا۔ پیپلز ڈیموکریٹک الائنس کے منتخب ارکان بھی اجلاس میں شریک ہوئے مگر انہوں نے آصف علی زرداری کو جو کراچی جیل میں ہیں حکومت کی طرف سے حلف برداری کیلئے اسلام آباد نہ لانے کی بناء پر اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا اور حلف نہیں اٹھایا۔ وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ اتوار کے روز جناب آصف علی زرداری کو اسلام آباد لانے اور ان کی حلف برداری کے انتظامات کئے جائیں گے۔

○ توقع ہے کہ نئے وزیر اعظم کا انتخاب منگل کی صبح کو ہوگا۔ اور نو منتخب وزیر اعظم ۶ر نومبر کو حلف اٹھائیں گے۔ اس سے پہلے اتوار کو سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ہوگا۔

○ کراچی کی بندرگاہ سے ۴۰ کلومیٹر دور گہرے سمندر میں سے کسٹم کے عملہ نے تین ٹن چاندی نکال کر قبضہ میں کر لی ہے۔ چاندی کی قیمت ڈیڑھ کروڑ روپے بتائی جاتی ہے۔ کسٹم کو اطلاع ملی تھی کہ چاندی سے بھری ہوئی ایک کشتی وہاں ڈوب گئی ہے

○ پی آئی اے عنقریب کرایوں میں اضافہ کر دے گا۔ کیونکہ خلیج کے بحران کے باعث قومی کمپنی کو ۶۰ سے ۱۰۰ کروڑ روپے تک کا سالانہ نقصان کا خطرہ ہے۔

○ آئی ایم ایف کا ایک وفد پاکستان کی نئی حکومت سے مذاکرات کیلئے جلد پاکستان آرہا ہے۔ حکومت نے پٹرول وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ فی الحال روک دیا ہے اور عالمی ادارہ کے ارکان سے مذاکرات کے بعد اس سلسلہ میں اعلان کیا جائے گا۔

○ پاکستان نے نیوزی لینڈ کے خلاف پہلا ایک روزہ کرکٹ میچ ۱۹ رنز سے جیت لیا۔ یہ میچ جمعہ کے روز قذافی سٹیڈیم لاہور میں ہوا تھا۔ اب ۴ر نومبر کو پشاور میں ۶ر نومبر کو سیالکوٹ میں اور ۹ر نومبر کو کراچی میں ایک روزہ میچ کھیلے جائیں گے۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

غیر ملکی خبریں

○ ہندوستان کے شہر اجودھیا میں تین روز کے دوران ہزاروں ہندوؤں نے دوسرا حملہ کر کے تاریخی بابری مسجد کا ایک اور حصہ شہید کر دیا۔ سیکیورٹی فورسز کے ساتھ تصادم میں ۳۰ افراد ہلاک ہو گئے۔ بھارت کے دوسرے علاقوں میں بھی ہندو مسلم فسادات کے دوران مزید ۲۴ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے اپنے قریبی ساتھیوں سے خلیج کے بحران پر صلاح مشورہ کیا ہے۔ مبصرین کے مطابق بحران کے سیاسی حل کی کوششوں کی ناکامی کی وجہ سے اس علاقہ میں جنگ کے خطرات بڑھ گئے ہیں۔

○ امریکہ کے صدر جارج بش ۲۲ر نومبر کو سعودی عرب پہنچ رہے ہیں۔ وہ سعودی حکمران شاہ فہد سے مذاکرات کریں گے۔

○ سوویت جمہوریہ جارجیا میں ہونے والے پہلے آزادانہ پارلیمانی انتخابات کے پہلے مرحلے میں حکمران کمیونسٹ پارٹی کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

○ اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے پانچ غیر مستقل ارکان کے حالیہ انتخاب میں بھارت نے بھی نشست حاصل کر لی ہے۔ دوسرے نو منتخب ملک آسٹریا۔ ایکواڈور۔ زمبابوے اور بیلجیئم ہیں۔ غیر مستقل ارکان کا انتخاب جنرل اسمبلی کے ۱۵۹ ارکان کرتے ہیں۔

○ بنکاک کی ایک فیکٹری میں آگ لگنے سے گیارہ کارکن خواتین جل کر ہلاک ہو گئیں۔ آگ چار منزلہ عمارت کی تیسری منزل میں لگی جہاں کاٹن اور مشینری رکھی گئی تھی۔